AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

بنیادی حقوق کا تعطل: قرآن سنت اور عہد خلفائے راشدین میں

INTERRUPTION OF FUNDAMENTAL RIGHTS : IN THE QUR'AN, SUNNAH AND THE ERA OF THE CALIPHS

Dr Syed Iftikhar Ahmad
Assistant professor Minhaj University Lahore, Pakistan
*(**shah0469@gmail.com***
Dr Shabir Ahmad Jamee
HOD School of Islamic Study And Shariah Minhaj University Lahore
(hodislamicstudies.cosis@mul.edu.pk)

Abstract:
Human rights were chained to humanity for centuries. Human rights have been suspended in every age. Cain was the first to announce the usurpation of human rights by strangling Abel. After that, sometimes human rights are seen burning in the fire of Nimrod and sometimes the body of human rights is seen floating in the river Nile. Sometimes human rights are seen dancing in Jamshidi court and sometimes human rights body is burnt on sati pyre in India sometimes it is buried alive on the ground of Arabia and sometimes human rights body is scratched in the fire pit of Zoroastrianism. Sometimes the skin of humanity is pulled in the massacre of fascism and sometimes there are those who suppress human rights with the bombing of Nazism. In this article, the conflict of fundamental rights has been examined in the light of Quran and Sunnah.

Keywords:*Human rights, Humanity, Philosophy, Fundamental rights, Quran and Sunnah*

بنیادی حقوق کا تعطل قرآن سنت اور عہد خلفائے راشدین میں

حقوق انسانی صدیوں سے انسانیت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ہر دور میں انسانی حقوق معطل کیے گئے سب سے پہلے قابیل نے ہابیل کا گلا دبا کر انسانی حقوق کے غصب کا اعلان کیا۔اس کے بعد کبھی انسانی حقوق آتش کدہ نمرود میں جلتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی انسانی حقوق کی لاش دریائے نیل میں بہتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کبھی انسانی حقوق دربار جمشیدی میں رقص مذبوحی کرتے نظر آتے ہیں اور کبھی انسانی حقوق کی لاش ہندوستان میں ستی کی چھاپر سلگتی آتی ہے کبھی عرب کی سرزمین پر زندہ درگور کی جاتی ہے اور کبھی آتش زرتشت کے اکھاڑے میں انسانی حقوق کی لاش نوچی جاتی ہے۔ کبھی فاش ازم کے مذبحہ میں انسانیت کی کھال کھینچی جاتی ہے اور کبھی نازی ازم کی بمباری سے انسانی حقوق کو دبانے والے موجود ہوتے ہیں۔ مقالا ھذا میں بنیادی حقوق کے تعطل کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔

یہ سب وہ لوگ ہیں جنہوں نے مستقل طور پر انسانی حقوق کو معطل کیا اور انسانی حقوق کے غصب کے پیچھے اجتماعی ترجیحات کی بجائے ذاتی مفادات کار فرما تھے ایسے لوگ قرآن مجید کی اصطلاح میں ظالم قرار پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ایسے ظالموں کے لئے ان کے جرم کی نوعیت کی مطابق سزاؤں کا اعلان فرمایا ہے۔ جیسے حق زندگی سے محروم کرنے والے کے متعلق فرمایا گیا کہ اسے قصاص میں قتل کر دیا جائے۔ زنا کے ذریعے سے کسی کے حق عزت کو تباہ کرنے والے کیلئے ۱۰۰ کوڑے یا رجم کی سزا کا اعلان کیا گیا۔اسی طرح بنیادی حقوق کے تعطل کی دو قسمیں ہوں گی۔

اول: مستقل تعطل

دوم: عارضی تعطل

مستقل تعطل

مستقل تعطل سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے بنیادی حقوق کو مستقل طور پر کسی سبب کے بغیر معطل کر دے ایسا کرنے کی شریعت اسلامیہ کسی صورت میں اجازت نہیں دیتی۔ اسلام کی نظر میں ایسا شخص ظالم ہے اور جس طرح کا وہ حق معطل کرے گا اس کے مطابق سزا کا وہ مستوجب ہو گا۔

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قرآن مجید میں بنیادی حقوق کی مستقل معطلی کا ایک سبب جرم بیان کیا گیا ہے۔یعنی جو شخص جس طرح کا جرم کرے گا سزا کے طور پر وہ اسی حق سے محروم کیا جاسکتا ہے اور کیا جائے گا جیسے قاتل عمد کے حق زندگی کو معطل کرنا۔اس کے قاتل ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔اگر کوئی شخص لوگوں کو اکٹھا کر کے تخریب کاری کرتا ہے یا لوگوں میں اختلاف پیدا کرتا ہے تو اس کو حق آزادی رائے اور حق اجتماع سے محروم کیا جاسکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جو شخص ڈاکہ زنی اور عموی فساد کی وجہ سے لوگوں کے حقوق کو غصب کرتا ہے اسے خود کو بھی کئی حقوق سے محروم کرنا پڑتا ہے۔

عارضی تعطل

بنیادی حقوق کے عارضی تعطل سے مراد یہ ہے کہ سربراہ حکومت اجتماعی مفاد کی خاطر لوگوں کو عارضی طور پر بنیادی حقوق سے محروم کردے چونکہ ایسا اجتماعی مفاد کی خاطر ہوتا ہے لہٰذا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے۔ عارضی تعطل سے مراد ان بنیادی حقوق کا تعطل ہے جن پر انسانی زندگی کا انحصار نہیں ہوتا کیونکہ بنیادی حقوق انسانی دو طرح کے ہوتے ہیں۔

اول:

وہ بنیادی حقوق جن کا تعلق انسان کی زندگی کی بقا سے ہوتا ہے ان کا تعطل عارضی طور پر بھی جائز نہیں۔

دوم:

وہ بنیادی حقوق جن کا تعلق انسان کی زندگی کی بقا سے نہیں جیسے آزادی تحریر و تقریر، آزادی اجتماع اور حق سکونت و نقل مکانی وغیرہ۔ ان حقوق کو اجتماعی مفاد کی خاطر محدود وقت کیلئے معطل کیا جاسکتا ہے۔ اب ان حقوق کے عارضی تعطل کے شرعی جواز کے متعلق تحریر کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید اور بنیادی حقوق کا تعطل

اسلام میں سربراہ مملکت زمین پر اللہ تعالی کا نائب ہوتا ہے جو اللہ تعالی کے قانون کو اس کے بندوں پر نافذ کرتا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید میں اس کو اولی الامر قرار دے کر اس کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

(أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ)(1)

(ترجمہ)اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر یعنی حاکم وقت کی اطاعت کرو۔

اس کے علاوہ سربراہ حکومت کیلئے قرآن مجید یہ لازمی قرار دیتا ہے کہ وہ امور سلطنت باہمی مشاورت سے طے کریں۔ جیسا کہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۹ اور سورۃ شوری کی آیت نمبر ۳۸ میں ہے کہ اپنے معاملات باہمی مشاورت سے طے کیے جائیں۔

لہٰذا ایک سربراہ مملکت جب باہمی مشاورت سے اجتماعی مفاد اور مصلحت عامہ کے پیش نظر اپنے شہریوں کے ان بنیادی حقوق کو جو انسانی زندگی کی بقا سے متعلق نہیں معطل کرے تو اسے ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔

احادیث رسول ﷺ اور بنیادی حقوق کی معطلی

حضور اکرم ﷺ کی احادیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سربراہ حکومت کسی مصلحت کے پیش نظر اپنی رعایا کے محدود وقت کیلئے بنیادی حقوق معطل کرسکتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے متعدد ایسے ارشادات فرمائے جن میں سربراہ حکومت کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ حضرت ام الحصینؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

حدیث مبارکہ

ان امرعلیکم عبد حبشی مجدع فاسمعواله واطیعوا ما اقام فیکم کتاب الله عزو جل(2)

(ترجمہ)اگر تم پر کوئی نکٹا حبشی غلام بھی امیر بنادیا جائے جو کتاب اللہ کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ایسے ارشادات کے علاوہ آپ کی سیرت طیبہ دیکھنے سے بھی یہ واضح ہوتا ہے۔آپ نے خود بھی اجتماعی ضروریات کے پیش نظر لوگوں کے بعض حقوق محدود وقت کیلئے معطل کیے جیسے آپ نے ہجرت کے بعد کچھ عرصہ کیلئے مسلمانوں کے حق سکونت کو معطل کیا۔ حق سکونت سے مراد وہ حق ہے جس میں کسی ریاست کا کوئی شہری اپنے ملک میں جہاں چاہے آزادانہ رہائش اختیار کر سکتا ہے۔اس پر یہ پابندی نہیں عائد کی جاسکتی کہ وہ ضرور کسی ایک مقام پر سکونت اختیار کرے۔اس حق کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح فرمایا گیا۔

﴿أَلَمۡ تَكُنۡ أَرۡضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةٗ فَتُهَاجِرُواْ فِيهَاۚ﴾ (3)

(ترجمہ)کیا تمہارے لئے اللہ کی زمین وسیع نہیں ہے۔پس تم اس میں نقل مکانی کرو۔

اسلام کی طرف سے دیے گئے اس حق آزادی نقل مکانی کے باوجود ہجرت مدینہ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ایسے نو مسلموں کو جو بالخصوص اپنے قبیلوں سے الگ ہو کر اسلام قبول کرتے یہ حکم دیا جاتا کہ وہ صرف مدینہ منورہ میں ہی سکونت اختیار کریں۔

اس حق سکونت کو معطل کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے:

"اس وقت اہل مدینہ کو مشرکین مکہ کی طرف سے یہ تنبیہ کی گئی کہ وہ محمد ﷺ کو قتل کر دیں یا انہیں اپنے ملک سے باہر نکال دیں ورنہ ان کی طرف سے سخت کاروائی (یعنی جنگ) کی جائے گی۔اس زمانے میں مدینہ کی آبادی کم و بیش دس ہزار افراد پر مشتمل تھی جس میں انصار و مہاجرین سب مل کر ۵۰۰ بنتے تھے۔ان حالات میں مدینہ میں مسلمانوں کی آبادی بڑھانے کے لئے یہ ضروری تھا کہ نو مسلموں کے حق سکونت اور حق آزادی نقل مکانی کو معطل کر دیا جائے۔ نیز ان پر یہ لازم کر دیا جائے کہ وہ لازماً مدینہ میں سکونت اختیار کریں۔ چنانچہ سات سال تک ان لوگوں کا یہ حق معطل رکھا۔جب اسلام پورے عرب میں پھیل گیا تو آپ نے ان لوگوں کیلئے حق سکونت و آزادی نقل مکانی کو بحال کر دیا۔ جس کی بنا پر وہ لوگ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں جا سکتے تھے۔ (4)

حق ملکیت لینا

اسی طرح انسانی بنیادی حقوق میں ایک حق تحفظ ملکیت کا حق ہے۔ حقوق ملکیت استعمال و تصرف کے حق، سرمایہ کاری کا حق، انتقال ملکیت اور تحفظ ملکیت کے حقوق پر مشتمل ہوتا ہے۔

اس حق کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہوا:

(وَلَا تَأۡكُلُوٓاْ أَمۡوَٰلَكُم بَيۡنَكُم بِٱلۡبَٰطِلِ)(5)

تم باطل طریقوں سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔

مسند احمد جلد اول صفحہ نمبر ۱۸۹ پر حق ملکیت کے تحفظ کے بارے میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے:

حدیث

من ظلم من الارض شبراً فانه يطوقه من سبع ارضين (6)

(ترجمہ) جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین میں بھی ناحق لے گا اسے زمین کے ساتویں طبقے تک دھنسایا جائے گا۔

فرد کے اس حق ملکیت کے باوجود حکومت کو اگر کسی کی ذاتی ملکیت اجتماعی مفاد کے تحت اپنے قبضہ میں لینے کی ضرورت پڑ جائے تو مناسب معاوضہ ادا کر کے اسے حاصل کر سکتی ہے۔اس کے برعکس اگر کوئی دوسرا شخص کسی سے زبردستی ذاتی ملکیت لینا چاہے تو جب تک مالک رضامند نہ ہو وہ نہیں لے سکتا اور اگر کوئی زبردستی لینے کی کوشش کرے تو یہ حق ملکیت میں مداخلت تصور کیا جاتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے بعض ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے فرد کی شخصی ملکیت کو اجتماعی مفاد کی خاطر حاصل کیا جیسے مسجد نبوی کی تعمیر کیلئے مدینہ منورہ میں آپ نے جس جگہ کا انتخاب فرمایا وہ جگہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ آپ نے اجتماعی مقصد کیلئے وہ جگہ لے لی اور انہیں اس وقت کی معروف قیمت کے برابر قیمت ادا کی۔

تاریخ طبری میں ہے:

ان رسول الله اشترى موضع مسجده ثم بناه

(ترجمہ) یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد کی جگہ کو قیمتاً خریدا اور پھر اس مقام پر مسجد تعمیر کی۔

آج بھی تمام حکومتیں اس اختیار کو استعمال کرتی ہیں پاکستان میں بھی بہت سے قومی منصوبوں میں عوام کی جگہ کو استعمال میں لایا گیا۔ پاکستان موٹروے جو نومبر ۱۹۹۷ء میں عوام کے لئے کھول دی گئی کی تعمیر میں عوام کی ہزاروں ایکڑ زمین قومی استعمال میں لائی گئی۔

اگر حکومت یا سربراہ مملکت کو یہ بنیادی حق معطل کرنے کا اختیار نہ ہو تو ملکی ترقی میں بے شمار رکاوٹیں پیدا ہو جائیں۔

زرہیں کا مستعار لینا

ایک اور موقع پر جہاں آپ ﷺ نے فرد کی ملکیت کو اس کی ماقبل اجازت کے بغیر قومی واجتماعی مفاد کیلئے استعمال کیا ہے۔

حدیث مبارکہ

جنگ حنین کے موقع پر آپ نے صفوان بن امیہ سے زرہیں حاصل کیں اس پر اس نے کہا:

اغصباً يا محمد قال بل عارية مضمونة حق نؤديها اليك قال ليس هذا بأس (7)

(ترجمہ) اے محمد ﷺ کیا یہ زرہیں غصباً یعنی بلا معاوضہ لی ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ مستعار ہیں۔ جو ان میں ضائع ہو جائیں گی ان کا معاوضہ دیا جائے گا۔ اس نے کہا پھر کوئی بات نہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی اس سیرت طیبہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سربراہ حکومت، اپنی رعایا میں کسی کے حق کو وقتی طور پر اور مستقل طور معطل کر کے اجتماعی مفاد کیلئے استعمال میں لا سکتا ہے۔ اور اجتماعی مفاد کیلئے فرد کے حق کو معطل بھی کر سکتا ہے۔

خلفائے راشدین اور بنیادی حقوق کا تعطل

اثر صدیقی:

حضور اکرم ﷺ کی سنت کے علاوہ خلفائے راشدین کے عمل سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ دینی مصلحتوں اور اجتماعی مفاد کیلئے بنیادی حقوق کو معطل کیا جا سکتا ہے۔ جیسے حدود و قصاص کے علاوہ کوئی حکام کسی مجرم کو ایسی سزا نہیں دے سکتا جسے ظالمانہ سزا کہا جا سکتا ہو۔ ظالمانہ سزاؤں سے بچنا بنیادی حقوق میں داخل ہے۔ قرآن مجید میں اس حق کا ذکر اس طرح کیا گیا:

﴿لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ (8)

(ترجمہ) نہ تم ظلم کیا کرو۔ نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

ظالمانہ سزاؤں میں سے ایک سزا کسی مجرم کو آگ میں زندہ جلانا ہے۔ زندہ انسان کو جلانے سے رسول اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں ایک لشکر میں بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم فلاں فلاں کو پاؤ تو ان دونوں کو آگ میں جلا دو۔ جب ہم چلنے لگے تو آپ نے پھر فرمایا کہ میں نے تمہیں فلاں فلاں کو آگ میں جلانے کو کہا ہے۔ ایسا نہ کرنا کیونکہ آگ میں جلانا اللہ کا عذاب ہے۔ اگر تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

ان النار لا يعذب بها الا الله (9)

(ترجمہ) بے شک آگ سے صرف اللہ تعالیٰ عذاب دیتا ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں امام ابو حنیفہ، ابراہیم نخعی سفیان، ابو یوسف اور امام محمد کا یہی مذہب ہے کہ کسی بھی جرم میں انسان کو زندہ جلانا ممنوع ہے۔ جب کہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک جو کسی کو زندہ جلائے صرف اس کو جلا دینا جائز ہے۔ (10)

باغیوں اور مرتدین کو آگ میں جلانے کا حکم

حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے عہد خلافت میں بعض باغیوں اور مرتدین کو آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ (11)

اسی طرح حضرت علی کے پاس بعض زندیق لائے گئے تو آپ نے انہیں بھی جلا دیا (12)

اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے محشی علامہ احمد علی سہارنپوری لکھتے ہیں:

آپ کا یہ اقدام اجتماعی اقدام ہے اور آپ نے ان کا یہ حق مصلحت اور تمام مفسدین کو زجر و توبیخ کرنے کیلئے معطل کیا۔ (13)

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی مرتضی کا یہ عمل اس بات کو واضح کرتا ہے کہ صرف اجتماعی مصلحت کی خاطر بھی لوگوں کے حقوق کو معطل کیا جا سکتا ہے۔

آثار فاروقی

حضرت عمر فاروق نے بھی اپنے عہد خلافت میں بعض مواقع پر ناگزیر حالات میں لوگوں کو بعض انسانی بنیادی حقوق سے محروم کیا۔ جن حقوق کو آپ نے معطل کیا ان میں سے ایک حق حق ملکیت اور آزادی پیشہ کا حق ہے۔

اس حق سے مراد یہ ہے کہ شہری حدود میں رہ کر اسلامی ریاست کا کوئی شہری کسی بھی شعبہ معاش میں سرمایہ کاری کر سکتا ہے۔ جائز ذرائع معیشت میں سے کسی ذریعہ پر حاکم وقت پابندی عائد نہیں کر سکتا۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓاْ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ﴾ (14)

(ترجمہ) تم باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ (جبکہ جائز ذرائع معیشت میں تمہیں آزادی ہے)

کاشتکاری سے منع کرنا

اس آزادی پیشہ کے حق کو حضرت عمر فاروق g نے اپنے دور میں اس طرح معطل کیا کہ جب آپ نے تمام اہل عرب کے وظائف مقرر کیے تو آپ نے انہیں حق ملکیت زمین اور زراعت کے پیشہ سے روک دیا۔ اس ضمن میں علامہ طنطاوی جوہری نے لکھا ہے۔

"فلما كثرت الاموال فى ايام عمر وضع الديوان فرض الرواتب للعمال والقضاة ومنع اذخار المال و حرم على المسلمين اقتناع الضياع والزراعة والمزارعة دون ارزاقهم وارزق عيالهم تدفع لهم من بيت المال" (15)

(ترجمہ) جب حضرت عمر فاروق g کے زمانے میں مال زیادہ ہو گیا تو باقاعدہ رجسٹر مرتب کیے گئے لوگوں کے وظیفے مقرر ہوئے۔ علماء و قضاۃ کی تنخواہیں مقرر ہوئیں۔ لہذا انہیں سرمایہ جمع کرنے، زمین رکھنے، کاشتکاری کرنے اور دوسروں سے کاشتکاری کرانے سے روک دیا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ لوگوں کے بال بچوں تک وظیفے سرکاری خزانے سے مقرر کر دیے تھے۔

شام و عراق کی مفتوحہ زمینوں کو سرکاری تحویل میں لینا

امام ابو یوسف نے کتاب الخراج کے صفحہ نمبر ۲۵ تا ۲۹ میں شام و عراق کی مفتوحہ زمینوں کے بارے میں حضرت عمر فاروق g کی اختیار کردہ اس پالیسی پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام میں سے ایک جماعت کا مطالبہ یہ تھا کہ مفتوحہ زمینیں فاتحین کو بطور جاگیر دے دی جائیں لیکن آپ نے بعض قومی مصالح کی بنا پر ان میں زمینیں تقسیم کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ g نے یہ رائے دی کہ زمینوں کو سرکاری ملکیت قرار دیا جائے اور سابق مالک ہی انہیں کاشت کریں اور کاشتکاروں پر خراج عائد کر دیا جائے آپ نے مصر کی زمینیں بھی ان کے اصل (غیر مسلم) مالکوں کے پاس ہی رہنے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دہیں اور ان کو مسلمانوں کے قبضے سے بچانے کیلئے یہ قانون بنا دیا کہ کوئی مسلمان خرید کر بھی زمین حاصل نہیں کر سکتا کئی صدیوں تک آپ کا یہ قانون جاری رہا۔

روم کی مفتوحہ اراضی کو رومیوں کے حوالے کرنا

علامہ محمد تقی امینی لکھتے ہیں کہ ممانعت کا یہ قانون اس قدر سخت تھا کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرتا تو اس کی تمام غیر منقولہ جائیداد ضبط کر کے غیر مسلموں میں تقسیم کر دی جاتی اور نو مسلم کا سرکاری خزانہ سے وظیفہ جاری کر دیا جاتا۔ (16)

حضرت عمر فاروق کے اس اقدام کے متعلق شبلی نعمانی نے لکھا ہے:

> آپ نے فوجی افسروں کے نام احکام بھیج دیے کہ لوگوں کے روزینے مقرر کر دیئے گئے ہیں اس لئے کوئی شخص زراعت نہ کرنے پائے یہ حکم اس قدر سختی سے دیا گیا کہ شریک عطفی نامی ایک شخص نے مصر میں زراعت کی تو آپ نے اسے بلا کر اس کا مواخذہ کیا اور فرمایا کہ میں تجھے ایسی سزا دوں گا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ (17) (۴۳)

علامہ شبلی مزید لکھتے ہیں کہ رومیوں کے علاقوں کو فتح کرنے کے بعد کچھ رومی تو اس علاقے سے نکل گئے اور کچھ رہ گئے۔ جو رومی وہاں رہ گئے ان کے قبضے سے بھی ان کی ملکیت کی زمین نکال لی گئی۔ اس کے بعد آپ نے یہ زمین مسلمان فوجی افسروں کو دینے کی بجائے اس علاقے کے باشندوں کے حوالے کر دی۔ اور قاعدہ بنا دیا کہ مسلمان کسی حالت میں ان زمینوں پر قابض نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے مالکان سے قیمتاً بھی خرید نہیں سکتے۔ چنانچہ لیث بن سعد نے مصر میں کچھ زمین خریدی تو مالک اور نافع بن یزید نے ان پر سخت اعتراض کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اہل عرب کے وہ جوان جو ان ممالک میں پھیل گئے تھے ان کیلئے بھی زراعت کی ممانعت کر دی۔ (18)

حضرت عمر فاروق کی یہ پابندیاں بنیادی حقوق کے خلاف تھیں لیکن آپ نے یہ پابندیاں اجتماعی مفاد کے پیش نظر عائد کیں۔ ان حقوق کی معطلی کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ شبلی نے لکھا ہے:

> حضرت عمر فاروقؓ کے ایسا کرنے سے یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ آپ نے غیر قوموں کے ساتھ انصاف کرنے میں اپنی قوم کی حق تلفی کی یعنی ان کو زراعت و فلاحت (کاشتکاری) سے روک دیا در حقیقت اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ عرب قوم کے اصلی جوہر دلیری، بہادری، جفاکشی، ہمت اور عزم اس وقت تک قائم رہے جب تک وہ کاشتکاری اور زمینداری سے الگ رہے جب سے انہوں نے کاشتکاری شروع کی اس دن سے ان میں یہ تمام اوصاف ختم ہونا شروع ہو گئے۔ (19)

بقول منور حسین چیمہ آپ نے یہ فیصلہ اس لئے کیا:

۱۔ زمین کاشت کرنے کا اصل حقدار صاحب زمین ہی ہے۔ بہتر پیداوار کے حصول کے لئے زمین اس کے اصل مالک کے پاس ہی رہنی چاہیے۔

۲۔ بہت زیادہ وسیع رقبے کا مالک زمین سے وہ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا جو چھوٹے رقبے کا مالک محدود زمین سے محنت کر کے حاصل کرتا ہے۔

۳۔ اگر مفتوحہ اراضی فاتحین کے درمیان تقسیم کر دی گئیں تو یہ وسیع و عریض رقبہ چند ہاتھوں میں محدود ہو جائے گا اور اس طرح حکومت کو محاصل و خراج میں خسارہ برداشت کرنا پڑے گا۔

۴۔ مفتوحہ اراضی فاتح جرنیلوں میں تقسیم کرنے سے امت میں اغنیاء کا ایک بڑا طبقہ پیدا ہو جائے گا اور اس سے ان کے مزاج اور عادات میں خلل واقع ہو گا۔

۵۔ فوج کا فریضہ زراعت اور کاشتکاری نہیں بلکہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

مولانا محمد تقی امینی نے ان حقوق کی معطلی کی وجہ یہ بیان کی کہ حضرت عمر فاروقؓ دراصل مسلمانوں میں ایسی جماعت برقرار رکھنا چاہتے تھے جس کا مقصد جان و مال کی قربانی کر کے دوسروں کیلئے رحمت کا ماحول پیدا کرنا ہو۔ یہ اس وقت تک نا ممکن تھا جب تک ان کے دلوں سے ذاتی منفعت اور عیش و عشرت کے بت نہ نکالے جاتے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عام طور پر یہ ہوتا کہ بااقتدار جماعت میں جب کوئی فرد داخل ہوتا ہے تو اس کو ہر قسم کی جائز اور ناجائز رعایتیں دی جاتی ہیں اور ان کی زیادتیوں پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور اسے اتنی چھوٹ ملتی ہے کہ دوسروں کی حق تلفی کر کے خود عیش کرے۔ لیکن حضرت عمر فاروق g کے دور میں اس خیال کو ختم کرنے کے لئے اسلامی جماعت میں داخل ہونے والے ہر شخص سے اللہ کیلئے ہر چیز وقف کر دینے کا عہد لیا جاتا اور خود اپنی خواہشات کو فنا کر کے دوسروں کی بقا کا سامان فراہم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا۔ لہٰذا اسلامی حکومت مسلمانوں کی زمین و جائیداد میں اپنے اختیارات دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ استعمال کرتی ہے۔ (20)

غیر منقولہ جائیداد کی تقسیم

اجتماعی مفاد کیلئے افراد کے حقوق میں سے کسی حق کو معطل کرنے کا یہ وہ اصول ہے جس پر نہ صرف حضرت عمر فاروق g نے عمل کیا بلکہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی اپنے عہد خلافت میں اس اصول کو باقی رکھا۔ چنانچہ جوہری نے لکھا ہے:

واید هذه القاعده عمر بن عبدالعزیز وکان یتحدی ابن الخطاب لکل خطواته (21)

یعنی حضرت عمر فاروق کے اس قانون کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی نافذ کیا اور حضرت عمر کے نقش قدم پر چلتے رہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور میں جو ذمی یا غیر مسلم اسلام قبول کرتا اس کے لیے یہ قانون نافذ تھا:

ایما الذمی اسلم فان اسلام یحرزلا نفسه وماله وما کان من ارضی فانها من فئ الله علی المسلمین ایما قوم صالحوا علی جزیة یعطوها فمن اسلم فمنهم کانت داره وارضه لبقیتهم (22)

جو ذمی اسلام قبول کرے اس کی جان اور اموال منقولہ محفوظ رہیں گے لیکن اموال غیر منقولہ مسلمانوں کیلئے اللہ کی فئے ہو جائیں گے جس قوم نے جزیہ ادا کرنے پر مصالحت کی ان کی ہر قسم کی جائیداد ان کو دی جائے گی لیکن ان میں سے جو کوئی اسلام لے آیا تو اس کا گھر اور زمین (غیر منقولہ جائیداد) اس قوم کے باقی لوگوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔

حضرت عمر فاروق g اور حضرت عمر بن عبد العزیز کا مسلمانوں کو غیر منقولہ جائیداد کی اس حق ملکیت سے محروم کرنے کی حدیث رسول اللہ ﷺ میں کوئی سند نہیں ملتی بلکہ اس کے برعکس ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:

رسول اکرم ﷺ کا غیر منقولہ جائیداد کے بارے میں حکم

ان القوم الذا اسلموا احرزوا اموالهم ودماء هم (23)

جب کوئی قوم اسلام قبول کرتی ہے تو وہ اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیتی ہے۔

ایک اور حدیث جو حضرت عبد اللہ بن عمر g سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله یقیموا الصلوة ویوتو الزکاة فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماء هم واموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم علی الله (24)

(ترجمہ) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں۔ جب وہ یہ اعمال بجالائیں تو میری طرف سے ان کے مال اور ان کی جانیں محفوظ ہیں سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

صاحب کتاب الخراج کا مؤقف

حضور ﷺ کی انہی احادیث کے پیش نظر قاضی ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) نے کتاب الخراج میں لکھا ہے۔

قان دماء هم وما اسلموا علیه من اموالهم فلهم وکذالک ارضهم لهم وهی ارضی عشر (25)

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

(ترجمہ) زمین کے جو باشندے اسلام قبول کرلیں ان کا خون حرام ہے۔ قبولیت اسلام کے وقت جو مال ان کے پاس ہوگا وہ انہی کا رہے گا ایسے ہی ان کی زمین ان ہی کی رہے گی اور وہ زمین عشری ہوگی۔

لہذا وہ حقوق جن کا اثبات قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور آئمہ فقہاء کے اقوال سے ہوتا ہے ان حقوق کو حضرت عمر فاروق g نے اجتماعی اور اعلی مقصد کے حصول (اہل عرب میں جفاکشی اور بہادری کے جوہر کو قائم رکھنا اور مسلمانوں میں اپنی خواہشات کا خاتمہ اور دوسروں سے ہمدردی اور ان کی بقا کا خیال رکھنا اور دیگر اعلی مقاصد کے حصول) کیلئے معطل کیا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سربراہ حکومت اگر افراد کے حقوق میں سے کسی حق یا بعض حقوق کو اجتماعی مفاد اور اعلی مقصد کے حصول کیلئے کچھ وقت کیلئے معطل کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ اس کے اختیار میں ہے۔

حق نکاح کا تعطل

حضرت عمر فاروق g نے اعلی مقصد کے حصول اور برائی سے اجتناب کے لئے اپنے عہد خلافت میں حق نکاح کو بھی معطل کیا۔

حق نکاح سے مراد یہ ہے کہ اسلام مسلمان مردوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے مسلمان اور اہل کتاب (یہودی وعیسائی) عورتوں میں سے جس سے چاہیں نکاح کر سکتے ہیں۔اس حق نکاح کا ذکر سورۃ نساء میں اس طرح کیا گیا:

فانكحوا ما طاب لكم من النساء (26)

(ترجمہ) پس تم ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔

اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت اس طرح دی گئی:

والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذين اوتو الكتاب من قبلكم اذا اتيتموہن اجورہن

(ترجمہ) اور تمہارے لیے مومنہ اور کتابیہ پاکدامن عورتیں حلال کی گئیں ہیں جب کہ تم ان کا مہر ادا کرو اور بیوی بناؤ۔

ان آیات کی روشنی میں مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ وہ مسلمان عورتوں کے علاوہ یہودی اور عیسائی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔

اسی حق نکاح کی بناپر حضرت عثمان بن عفان g نے نائلہ بنت الکلبیہ سے نکاح کیا جو کہ عیسائی تھیں۔اسی طرح حضرت طلحہ بن عبید اللہ g نے شام کی یہودی عورت سے نکاح کیا۔ (27)

حضرت عمر فاروق نے اپنے عہد خلافت میں اس حق نکاح کو معطل کیا چنانچہ اس ضمن میں امام محمد (م۱۸۹ھ) نے لکھا ہے:

حضرت حذیفہ بن ایمان کو حضرت عمر فاروق نے مدائن کا عامل مقرر کیا تو آپ نے وہاں ایک یہودی عورت سے نکاح کیا جب اس کی اطلاع امیر المؤمنین کو ہوئی تو آپ نے حضرت حذیفہ کو اس سے علیحدگی کا حکم دیا۔ یہ حکم سن کر حضرت حذیفہ نے آپ کو لکھا کیا اہل کتاب سے نکاح حرام ہے۔ اس پر آپ نے جواب دیا:

فانى اخاف ان يقتديک المسلمون فيختار نساء اہل الذمه لمجمالهن وكفى بذلک فتنة نساء المسلمين (28)

(ترجمہ) میں اس بات کا خوف محسوس کرتا ہوں کہ اس معاملے میں دوسرے مسلمان تمہاری اقتدا کریں گے اور ذمیں (اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری) کی عورتوں کو ان کی خوبصورتی کی وجہ سے اختیار کریں گے۔ یہ بات مسلمان عورتوں کے لئے باعث فتنہ ہوگی۔

امام ابو بکر جصاص (م۳۷۵ھ) نے حضرت عمر فاروق g کی یہ توجیہہ نقل کی:

ولكن اخاف ان تواقعوا المومسات فيهن (29)

(ترجمہ) (میں اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح حرام تو نہیں کہتا) لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تم لوگ بدکار عورتوں کے جال میں پھنس جاؤ گے۔

اس روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق g نے مسلمان عورتوں میں فتنہ انگیزی سے بچاؤ اور بدکار عورتوں سے تحفظ کے پیش نظر حضرت حذیفہ بن الیمان کو کتابیہ عورت کے ساتھ حق نکاح سے محروم کیا۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حدوداللہ کے نفاذ میں تاخیر

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق g نے اپنے عہد خلافت میں ناگزیر حالات کے باعث اعلیٰ مقاصد کے حصول اور فتنہ وفساد سے تحفظ کے پیش نظر نہ صرف افراد کے بنیادی حقوق کو معطل کیا بلکہ آپ انہی مقاصد کے پیش نظر حدودالہی کو بھی کچھ وقت کیلئے معطل کیا حالانکہ ان حدود کے قیام کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا اور حدودالہی کے قیام کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن قیم (م۷۵۱ھ) نے حضرت علی المرتضیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے:

فان اقامة الحد من العبادات کالجهاد فی سبیل الله[30]

(ترجمہ) حدود کا قائم کرنا عبادات میں داخل ہے اوران کا قائم کرنا ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

مخصوص حالات میں حدود کی معطلی کے بارے حضور اکرم ﷺ سے بھی ارشادات منقول ہیں چنانچہ حضرت بسر بن ارطاہ g سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدود کے نفاذ میں تاخیر کے بارے میں فرمایا:

لا تقطع الایدی فی الغزو[31]

(ترجمہ) جنگ میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

حدیث مبارکہ

لا تقطعوا الایدی فی السفر[32]

بسر بن ارطاۃ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حالت سفر میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

حضرت عمر فاروق g کے عہد خلافت میں ایک بار قحط پڑ گیا۔آپ نے اس دور میں چوری کی حد کو موقوف کر دیا۔ چنانچہ امام عبدالرزاق (۲۱۱ھ) نے حضرت عمر فاروق g کا یہ قول نقل کیا ہے۔

لا يقطع في عذق ولا عام السنة[33]

(ترجمہ) اس درخت کا پھل لے لینے میں جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو اور قحط کے دنوں میں بطور حد چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

حضور اکرم ﷺ کے ارشادات اور حضرت عمر فاروق کے اس عمل سے واضح ہوتا ہے کہ جب اجتماعی مفاد اور ناگزیر حالت میں حدودالہی کو موخر کیا جاسکتا ہے تو انہی مقاصد کے پیش نظر انسانوں کے بنیادی حقوق کو محدود وقت کیلئے معطل کیوں نہیں کیا جاسکتا۔

حضور ﷺ نے جو مربوط نظام، انسانی حقوق کا پیش کیا وہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے، جن میں احترام انسانیت، بشری نفسیات ورجحانات اور انسان کے معاشرتی، تعلیمی، شہری، ملکی، ملی، ثقافتی، تمدنی اورمعاشی تقاضوں اور ضروریات کا مکمل لحاظ کیا گیا ہے اور حقوق کی ادائیگی کو اسلام نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اگر کسی شخص نے دنیا میں کسی کا حق ادا نہیں کیا تو آخرت میں اس کو ادا کرنا پڑے گا ورنہ سزا بھگتنی پڑے گی، حتیٰ کہ جانوروں کے آپسی ظلم وستم کا انتقام بھی لیا جائے گا۔

حوالہ جات

(1)۔شبلی نعمانی،الفاروق،ص:۲۱۵،مکتبہ رحمانیہ،لاہور

(2)۔احمد بن حنبل،ابوعبداللہ بن محمد،المسند،۶: ۴۰۲،بیروت لبنان۱۳۹۸ھ

(3)۔القرآن،النساء،۴: ۹۷

(4)۔حمیداللہ،ڈاکٹر عہد نبوی میں نظام حکمرانی،ص:۳۶۹،اردو اکیڈمی سندھ،۱۹۸۷ء

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

(5)-القرآن،البقرہ،۲: ۱۸۸

(6)-احمد بن حنبل،ابوعبداللہ بن محمد،المسند،۱: ۱۹۸،بیروت لبنان۱۳۹۸ھ

(7)-ابن ہشام،السیرۃالنبویہ،۴: ۴۲۳،داراحیاالتراث العربی بیروت،(ت۔ن)

(8)-القرآن،البقرہ۲: ۲۷۹

(9)-بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح(کتاب الجہاد باب التودیع عندالسفر،باب لایعدذب اللہ)،۱: ۴۱۵،۴۲۳،قدیم کتب خانہ کراچی

(10)-رضوی،غلام رسول تفہیم البخاری،۴: ۵۱۱،فرید بک سٹال لاہور(ت۔ن)

(11)-ابویعلی،الاحکام السلطانیہ،ص:۳۴،مکتبہ الحلبہ،مصر،لبنان،۱۹۶۶ء

(12)-امام بخاری،الجامع الصحیح(کتاب استتابۃالمعاندینوالمرتدین)،۲: ۱۰۲۳

(13)-ایضاً

(14)-القرآن،البقرہ،۱۸۸

(15)-جوہری،علامہ طنطاوی،نظام العالم والامم،۲: ۱۸۳۔۱۸۴،مطبعہ معارف،مصر،(ت۔ن)

(16)-امینی،محمد تقی،احکام شرعیہ میں حالات زمانہ کی رعایت،ص:۱۹۴۔۱۹۵

(17)-شبلی نعمانی،الفاروق،ص:۲۱۴،مکتبہ رحمانیہ،لاہور

(18)-شبلی نعمانی،الفاروق،ص:۲۱۴

(19)-شبلی نعمانی،الفاروق،ص:۲۱۵

(20)-امینی،محمد تقی،احکام شرعیہ میں حالات زمانہ کی رعایت،ص:۱۹۵،۱۹۴

(21)-جوہری،علامہ طنطاوی،نظام العالم والامم،۲: ۱۸۳۔۱۸۴

(22)-ایضاً

(23)-امام ابوداؤد،سلیمان بن اشعث بن اسحاق،سنن ابی داؤد،(کتاب الخراج والفیٔ والامارۃ،باب فی اقطاع الارضین،۲: ۴۳۶،ولی محمد،کراچی،۱۳۶۹ھ

(24)-امام بخاری،الجامع الصحیح،کتاب الایمان،۱: ۸

(25)-امام ابویوسف،یعقوب بن ابراہیم،کتاب الخراج،ص:۶۸،بولاق مصر،۱۳۰۲ھ

(26)-القرآن،النساء،۳

(27)-جصاص،ابوبکراحمد بن علی،احکام القرآن،۲: ۳۲۴،دارالکتاب العربیہ،بیروت،(ت۔ن)

(28)- امام محمد،کتاب الاثار،ص:۸۹،ادارۃالقرآن والعلوم الاسلامیہ،کراچی،۱۴۰۷ھ

(29)-الجصاص،احکام القرآن،۲: ۳۲۴

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

(30)-ابن قیم، شمس الدین محمد بن ابی بکر، الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیہ، ص:۹۸، مطبعہ الاداب المصریہ، مصر ۱۳۱۷ھ

(31)-احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۸۱

(32)-نسائی، سنن نسائی، کتاب السرقہ، ۲: ۲۶۱، قدیمی کتب خانہ کراچی (ت-ن)

(33)-عبدالرزاق، المصنف، کتاب اللقطہ، ۱: ۲۴۲، منشورات المجلس العلمی، ۱۹۷۰ء